ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مصنّف سیرت نبویہ ﷺ

* ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ

[ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ (۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔۴/نومبر ۱۹۷۷ء)۔(ا) عربی زبان وادب اور علوم اسلامیہ کے فاضل، محقق اور استاذ تھے، وہ کئی زبانوں مثلاً انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، عربی، فارسی، اردو وغیرہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، گورنمنٹ کالج جھنگ سے تدریس کا آغاز کیا، بعدازاں گورنمنٹ کالج لاہور اور اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ عربی میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے ساتھ مراسم تھے، وہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علمی فتوحات سے واقف تھے۔ دونوں حضرات کی علمی تحقیقات ماہنامہ ''معارف'' کی زینت بن رہی تھیں، موتمر مستشرقین عالم کے اجلاسوں میں بھی ملاقات ہوتی رہی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۱۹۵۰ء میں ایک علمی مجلس میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے تھے، میزبانی کا شرف ڈاکٹر عنایت اللہ شیخ کو حاصل ہوا ڈاکٹر عنایت اللہ شیخ نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی فرانسیسی کتب کا اردو میں ترجمہ شروع کیا تھا۔ معلوم نہیں کہ وہ کس حد تک کسی کتاب کا ترجمہ مکمل کر سکے، ذیل میں مضمون جہاں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے حالاتِ زندگی، ان کی علمی خدمات کا بیان ہے وہیں ان کی فرانسیسی زبان میں لکھی گئی دو جلدوں میں سیرت نبویہ ؐ پر جامع تبصرہ بھی، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے شکریہ کے ساتھ اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔(مدیر)]

---

* سابق چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

''معارف'' کے صفحات میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی سیرت نبویہ کا مختصر تذکرہ چند بار آ چکا ہے، جو فاضل موصوف نے حال ہی میں فرانسیسی زبان میں تالیف فرمائی ہے، میری طرح ان کے بہت سے دوسرے نیاز مند بھی اس اہم تصنیف کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کے خواہشمند تھے، مصنف علام نے جو چند جملے اس کے متعلق اپنے مکتوب گرامی مندرجہ معارف بابت دسمبر ۱۹۶۰ء میں لکھے ہیں، وہ بھی کافی وشافی ثابت نہ ہوئے بلکہ ناظرین کے سمندِ شوق پر ان سے اور تازیانہ لگا، آخر کار میں نے وفور شوق سے مجبور ہو کر ایک طرف تو کیمبرج کے مشہور تاجر کتب ڈبلیو ہیفر اینڈ سنز کو کتاب کی بہم رسانی اور ترسیل کے لیے فرمائش بھیج دی اور دوسری طرف ڈاکٹر صاحب کے کوان کے پیرس کے پتہ پر لکھ بھیجا کہ آپ کی ''سیرتِ نبویہ ﷺ'' کا معارف میں مختصر ذکر آیا ہے، براہ کرم اطلاع دیجئے کہ کتاب کا پورا عنوان کیا ہے، اور اس کا ناشر کون ہے، تاکہ اس کے حصول میں آسانی رہے، اس استفسار کے جواب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے کتاب ہی بھیج دی جو راقم الحروف کو چند دن ہوئے بذریعہ ڈاک موصول ہوگئی ہے۔

اب میں اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں کہ کتاب کی وصولی سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں ناظرین معارف کو بھی شریک کروں اور چند سطریں کتاب کے بارے میں بطور تعارف لکھوں جن سے دلدادگان سیرت کی تسکین کا قدرے سامان ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف تقریباً تیس سال سے سیرتِ نبویؐ کے متعلق نئے نئے عنوان قائم کر کے جدید معلومات فراہم کر رہے ہیں اور اس موضوع کے نئے نئے گوشے روشن کر رہے ہیں، بالفاظ دیگر ایک مدت دراز سے ریاضِ رسالت میں نئے نئے پھول کھلا رہے ہیں اور مشتاقانِ رسولؐ کے دیدۂ دل کو منور و معطر کر رہے ہیں، اپنے مرغوب موضوع کی طرف وہ جس دلآویز انداز میں بار بار رجوع کرتے آئے ہیں، اسے دیکھ کر عرب شاعر کی یہ بیت بے اختیار زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

ان ہی منتشر پھولوں کو جمع کر کے اب فاضل مذکور نے نہایت سلیقہ کے ساتھ ایک خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے

اور اسے اہلِ فرانس کی خدمت میں پیش کیا ہے جن کے ہاں وہ ایک مدت سے مقیم ہیں، انہوں نے اپنے میز بانوں کے پاسِ خاطر سے اسے فرانسیسی کا جامہ پہنایا ہے۔

اگر چہ ڈاکٹر صاحب نے اس تالیف کے لیے فرانسیسی زبان اختیار کی ہے مگر بفضل خدا مشرق میں بھی ان کے بعض ایسے قدر دان بلکہ رمز شناس موجود ہیں جو ان کی ہر نوائے شیریں کو فردوسِ گوش بنانے کے لیے بے تاب ہیں:

سخن کز بہر دیں گوئی چہ عبرانی چہ سریانی

مکان کز بہر حق جوئی چہ جا بلقا چہ جا بلسا

ڈاکٹر صاحب کی تالیف کردہ ''سیرتِ نبویہ'' دو جلدوں میں منقسم ہے، جن کی مجموعی ضخامت ۷۴۳ صفحات ہیں، صفحات کا شمار مسلسل ہے، اس تسلسل کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انڈکس میں صفحات کا اشارہ کافی ثابت ہوا، جلد کا ذکر غیر ضروری ٹھہرا، کتاب سفید کاغذ پر خوبصورت ٹائپ میں چھپی ہے، سنہ اشاعت ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء اور مقام طباعت و اشاعت پیرس ہے، ناشر کا پتہ اور پورا نام حاشیہ میں دیکھیے۔ (۲)

پہلی جلد میں جو ۴۴۰ صفحات میں ختم ہوئی ہے، رسول اکرمؐ کی زندگی کے واقعات کا بیان ہے، مضامین کی فہرست حسب ذیل ہے:

پیش لفظ، تدوین سیرت کی ضرورت مذہبی اور علمی نقطۂ نظر سے، سیرتِ نبویہ ﷺ کے مصادر و مآخذ، بعثت نبویؐ کے وقت مختلف اقطاع عالم کی حالت، قریش مکہ، ظہور قدسی، طفولیت اور ایام جوانی، حرب فجار، ازدواج، مذہبی شعور کی بیداری، بعثت، آغاز تبلیغ، ہجرت حبشہ، قریش کا بنو ہاشم سے مقاطعہ، معراج النبی ﷺ، مدینہ میں اشاعت اسلام، اشاعتِ اسلام میں عورتوں کا حصہ، میثاقِ مدینہ اور اس کا ترجمہ، قریش مکہ کے ساتھ تعلقات، سلسلہ غزوات (بدر، احد، احزاب وغیرہ) صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حجۃ الوداع، خطبہ حج، تبلیغی مراسلات بنام شاہانِ زمانہ، قبائل عرب کے ساتھ تعلقات، یہود اور نصاریٰ کے ساتھ تعلقات، دیگر اہل مذاہب کے ساتھ تعلقات، صوبہ جات اور ان کی سرحدیں۔''

دوسری جلد صفحہ ۴۴۱ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۴۳ پر ختم ہو جاتی ہے۔فہرست مضامین حسب ذیل ہیں:

> ''رسول اکرمؐ کی خانگی زندگی ، ازواجِ مطہرات ، اصول الدین (القرآن ، حدیثِ نبوی) عقائدِ اسلامی ، اخلاقی تعلیم ، اصولِ معاشرت ، نظام تعلیم ، مکہ کی شہری مملکت ، سلطنت کا اسلامی تصور ، عدالت گستری ، اقتصادی نظام (اسواق العرب) ، محاصل سلطنت ، اخراجات کی مدات ، حاکم کا صرفۂ خاص ، زکوٰۃ وصدقہ ، تجارتی منڈیاں اور اجناس کے نرخنامے ، فوجی نظام ، سفارت ، سیاستِ نبویؐ کے چند بنیادی اصول ، عہدِ نبویؐ کی طرزِ معاشرت ، اسلام اور جمالیات ، فنون لطیفہ ، رسول اکرم کی وفات اور تدفین ، مسئلہ خلافت۔''

ان میں اکثر مضامین ایسے ہیں جن کو فاضل مصنف اس سے پیشتر سپردِ قلم کر چکے ہیں مگر ان میں بعد نظر ثانی ترمیم ہوئی ہے ، چنانچہ بعض طویل مقالات کو کتاب کی موجودہ ضخامت اور گنجائش کی مناسبت سے قدرے مختصر کر دیا گیا ہے اور بعض کو پھیلا دیا ہے ، بعض عنوانات نئے ہیں ، مثلاً فوجی نظام ، سلطنت کی مالیات ، تقسیم مملکت ، صوبہ جات اور اضلاع اور ان کی سرحدیں وغیرہ۔

سیرت کے آخر میں ان تمام کتابوں کی فہرست ہے جن سے مصنف علام نے اپنی تالیف میں کام لیا ہے ، اس فہرست میں جو سات صفحوں میں پھیلی ہوئی ہے ، مروجہ سیرت وتاریخ کے علاوہ کتب حدیث کا وسیع ذخیرہ ہے ، اور دیگر متفرق قسم کی کتابیں ہیں جن میں سیرت نبویؐ کے متعلق کارآمد معلومات ملتی ہیں ، یہ طویل فہرست فاضل مصنف کی وسعتِ نظر پر شاہد عدل ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب کی غرض وغایت کو اور اسے فرانسیسی زبان میں تحریر کرنے کے سبب کو خود ہی اپنے مختصر مگر جامع پیش لفظ میں واضح کر دیا ہے ، لہٰذا ان امور کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی بجائے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اس پیش لفظ کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کر دیا جائے۔

> ''اگرچہ فرانسیسی زبان کا دامن ادبی خزانوں سے مالا مال ہے ، مگر میری رائے میں اس میں ابھی تک سیرت نبویؐ پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں رسول اکرمؐ کی زندگی اور ان کی

تعلیم کا جامع بیان ہو، اسلام کا شمار دنیا کے عظیم الشان مذاہب میں ہوتا ہے، اسی مذہب کے بانیؐ کی سیرت کتاب ہذا کا وہ موضوع ہے جو اہل تحقیق کے لیے کئی پہلوؤں سے جاذبِ توجہ ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں سیرت نبویہؐ پر ہزار ہا مقالے اور کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر تعجب ہے کہ وہ تنظیمی ادارے جوامت کی فلاح و بہبود کے لیے قائم ہوئے تھے، محققین کی نگاہ سے اوجھل رہے ہیں، اس بارے میں جو تشنگی پائی جاتی ہے اس کو دور کرنے کی تالیفِ ہذا میں پہلی بار کوشش کی گئی ہے۔ سیرت نگاروں نے آج تک واقعات کے بیان میں بالعموم ترتیب زمانی کا لحاظ رکھا ہے مگر رسولِ خداؐ چونکہ بہت سے اعداء دین کے ساتھ بیک وقت برسر پیکار رہے تھے، اس لیے ان جماعتوں کے ساتھ آپ کے تعلقات کی جو نوعیت تھی محض تسلسل زمانہ کی پابندی سے اس کی بخوبی وضاحت نہیں ہوسکتی، لہذا اس تالیف میں واقعات کو خاص موضوعات کے تحت الگ الگ ابواب میں جمع کیا گیا ہے، اس طریق کار سے کلام میں بعض اوقات قدرے تکرار ہوگئی ہے مگر اس سے بیان زیادہ مربوط اور زیادہ مؤثر بن گیا ہے۔ اس کتاب کی تحریر کا ایک سبب اور بھی ہے، مؤلف سوربون (یعنی پیرس یونیورسٹی) کا پرانا طالب علم ہے اور بارہ سال سے اہل فرانس کی مہمان نوازی سے محظوظ و مستفید ہو رہا ہے، اپنے میزبانوں کی مہربانی کے اعتراف کی مجھے اس سے بہتر اور احسن صورت نظر نہ آئی کہ میں اپنے قلم کے ذریعہ سے جو اس دنیا میں میرا واحد مال و متاع ہے، اپنی تیس سالہ مسلسل تحقیقات کے نتائج کو ان کی خدمت میں پیش کروں، وہ تحقیقات جو سیرت کے اصلی مصادر و مآخذ کے علاوہ دوسرے پیشرو محققین کی علمی کاوشوں پر مبنی ہیں۔''

مندرجہ بالا پیش لفظ میں چند ایک ایسے امور کی طرف اشارہ ہے جن کا ایک خاص پس منظر ہے۔ یہ پس منظر ''معارف'' کے بعض ناظرین سے پوشیدہ نہ ہوگا مگر اس موقع پر اگر میں چند گزارشات اس کے متعلق پیش کروں تو انہیں شاید بے محل تصور نہیں کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ''قلم'' کی طرف جو لطیف اور درد انگیز اشارہ کیا ہے وہ ان کے نیازمندوں کے لیے بیحد رقت انگیز ہے:

؎ اپنے "قلم" کا نام لیا تو نے ہم نشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

۱۹۴۷ء کے انقلاب کے وقت ڈاکٹر صاحب حیدر آباد (دکن) سے باہر تھے، حالات نے اجازت نہ دی کہ وطن واپس جاسکیں، ان کا جو کچھ اثاثہ اور جو کچھ مادی اور معنوی مال ومتاع تھا وہیں رہ گیا اور وہ زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے:

؎ نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

مگر ہاں ایک چیز تھی جس کو زمانے کا ظالم اور غاصب ہاتھ ان سے کسی صورت میں نہ چھین سکا اور وہ ان کا قلم معجز رقم تھا، جس کو انہوں نے اپنے پیش لفظ میں اپنا واحد مال ومتاع کہا ہے، یہی وہ رشک انگیز قلم ہے جس کی انتھک روانی نے علم وفضل کے وہ دریا بہائے ہیں جن پر کوثر وتسنیم کا دھوکا ہوتا ہے انقلاب سیاسی وملکی کے بعد انہوں نے پیرس میں پناہ لی، پھر حکومتِ پاکستان کی دعوت پر دستور سازی کے سلسلے میں ایک مشیر خصوصی کی حیثیت سے ڈیڑھ سال کراچی میں بسر کیا، اور ایک مرتبہ ۱۹۵۰ء میں ایک علمی محفل کی شرکت کے لیے چند دن لاہور بھی تشریف لائے اور مجھے اپنی میزبانی کا شرف بخشا یہی وہ زمانہ ہے جب مجھے اس مردِ درویش کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کا علمی انہماک فناء فی العلم کے درجے تک پہنچا ہوا ہے اور جس کے علمی کارناموں نے علمائے سلف کی یاد تازہ کردی ہے۔

ع مباش منکرِ غالب کہ در زمانہ تست

ڈاکٹر صاحب کی مسلمہ فضیلت اور ان کی بین الاقوامی شہرت کی بناء پر پاکستان کے سرکاری اور علمی اداروں میں ہزار ڈیڑھ ہزار مشاہرہ کے کئی عہدے ان کے لیے چشم براہ تھے، لیکن انہوں نے بغیر کسی پس وپیش کے بیش قرار مشاہروں سے منہ موڑا اور محض علم دوستی اور علم پروری کے جذبہ سے متاثر ہوکر درویشی اور قناعت سے اپنا ناطہ جوڑا۔

پاکستان کو خیر باد کہہ کر اگر انھوں نے پھر پیرس کا رخ کیا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی، وہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں بھی وہاں کی یونیورسٹی میں اکتسابِ علم کر چکے تھے اور اپنے تجربہ کی بنا پر جانتے تھے کہ تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں جو علمی ذخیرے اور دوسرے وسائل ان کو پیرس میں میسر آ سکتے ہیں وہ کسی اور جگہ آسانی سے مہیا نہیں ہو سکتے، اندریں حالات اگر انہوں نے پیرس کو اپنے لیے بطور دار الہجرت اختیار کیا تو یہ حسن انتخاب نہ صرف ان کے حسن مذاق کی دلیل ہے بلکہ ان کی علمی خدمات کے پیش نظر قابل صد داد بھی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے گذشتہ چند سالوں میں جو علمی خدمات انجام دی ہیں وہ اسلامی نقطۂ نظر سے نہ صرف قابل ذکر ہیں بلکہ لائق صد تحسین ہیں، اولاً انہوں نے ایک فرانسیسی ادیب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عربی متن کو سامنے رکھ کر اسے فرانسیسی میں منتقل کیا اور ان کے شریک کار نے محاورۂ زبان اور سلاستِ بیان کے لحاظ سے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور ادبی نقطۂ نظر سے ان کی نوک پلک درست کی اور اس اہتمام کے ساتھ آخر کار یہ ترجمہ فرنچ بک کلب (Club Francais Dulivre) کی طرف سے شائع ہوا، اس سے قبل فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کے چند ترجمے موجود تھے، مثلاً Kasimirsky کا ترجمہ جو پہلی بار ۱۸۴۰ء میں شائع ہوا اور پھر کئی مرتبہ چھپا، ابھی حال ہی میں پروفیسر بلاشیر (Blachere) اپنا جدید فرانسیسی ترجمہ دو جلدوں میں شائع کر چکے ہیں، (مطبوعہ پیرس ۱۹۴۹ء۔ ۱۹۵۱ء) مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب غالباً پہلے مسلمان فاضل ہیں جن کو کلام پاک کو فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اس ترجمہ کی خاص خوبی اور اہمیت یہ ہے کہ فاضل مترجم نے ترجمہ کی صحت کے ساتھ ساتھ خالص اسلامی نقطۂ نظر کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی اغیار سے توقع رکھنا عبث ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا دوسرا تازہ کارنامہ علامہ بلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) کی ''انساب الاشراف'' کی پہلی جلد کا ایڈٹ کرنا ہے، بلاذری تیسری صدی ہجری کا ایک نامور مورخ ہے جس کی ''فتوح البلدان'' ایک عرصے سے علمی حلقوں میں مشہور و متداول چلی آ رہی ہے، مگر اس کے مقابلہ میں ''انساب الاشراف'' ایک مطول کتاب ہے جس میں عربوں کی تاریخ، ان کے نامور خانوادوں کے اعتبار سے لکھی گئی ہے اور مختلف خاندانوں اور افراد کے تذکرہ کے ضمن میں ان کے عہد کی تاریخ بھی آ گئی ہے، ایک مدت ہوئی پروفیسر آلورت (Ahlwardt) نے اس کا ایک حصہ

جرمنی سے شائع کیا تھا(۳) جس میں عبدالملک اموی کے عہد خلافت کا بیان ہے، پھر بیت المقدس کی عبرانی یونیورسٹی (Hebrew University) کی طرف سے ان کے دو حصے اور شائع ہوئے(۴) جو بنوامیہ خصوصاً حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کے متعلق ہیں، چونکہ وہاں اس کی آئندہ اشاعت کا کام رک گیا ہے اس لیے اب مصری فضلاء کی ایک کمیٹی نے ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی قیادت میں اس اہم تاریخی کتاب کی مکمل اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے، اس نئے بندوبست کے مطابق پہلی جلد کی تصحیح و ترتیب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے سپرد ہوئی جو قاہرہ کے مشہور ناشرین دارالمعارف کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہو چکی ہے(۵) اور اشاریوں اور فہرستوں کو شامل کر کے ۷۲۲ صفحات میں ختم ہوئی ہے، چونکہ انساب الاشراف کی ابتداء بنو ہاشم سے ہوتی ہے اور رسول اکرمؐ کے حالات کے ضمن میں عہد رسالت کی پوری تاریخ آ گئی ہے اس لیے کتاب کی پہلی جلد سیرتِ نبویؐ کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہے۔ بلاذری دیگر مؤرخین مثلاً محمد بن اسحٰق، الواقدی اور محمد بن سعد سے متاخر بلکہ ایک حد تک ان کا خوشہ چیں ہے، مگر اس نے دیگر ثقہ لوگوں سے بھی روایت کی ہے، لہٰذا اس کی تالیف کا ابتدائی حصہ سیرتِ نبویؐ کے اہم ماخذ میں شمار ہونے کے لائق ہے، ڈاکٹر صاحب نے اپنی وسیع اور وافر معلومات کی بدولت اس حصہ کو بڑی خوبی سے ترتیب دیا ہے، اس لیے اس حصہ کی اشاعت کو بھی ان کی خدمات میں شمار کرنا چاہیے، جن کا تعلق سیرتِ نبویؐ کے ساتھ ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا تیسرا تازہ کارنامہ فرانسیسی زبان میں سیرتِ نبویہؐ کی تالیف ہے، جس کے تعارف کی غرض سے یہ سطور سپرد قلم ہوئی ہیں، متفرق مضامین جو آپ نے اس دوران علمی رسالوں میں لکھے، ان پر مستزاد ہیں اور پھر توفیق الٰہی اور تائید ایزدی کی شان کریمی دیکھئے کہ فاضل موصوف نے یہ تمام اسلامی اور ملی خدمات اس زندلم یزل کے پہلو میں بیٹھ کر ادا کی ہیں جس کا نام فرانس ہے، اہل پیرس کی رنگینی ان کے بے نظیر شہر کو رات کے وقت بقعہ نور بنا دیتی ہے اور لوگ اسے مدینۃ النور کہتے ہیں، جہاں کا ہر ذرہ زائرین کے دامن دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہمیں اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اس شہر سے آفتاب عالم کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں جو دور دور تک اقطاع عالم کو روشن کرتی ہیں۔ وہاں کی عشرت گاہوں اور نگار خانوں کے افسانے تو زبان زد خاص و عام ہیں، مگر عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ کبھی کبھی وہاں کے علمی اداروں اور ثقافتی مرکزوں کا بھی تذکرہ ہو جائے جو دنیا میں فقید المثال ہیں، سب سے پہلے وہاں کا قومی کتب خانہ (Bibliolheque National) قابل ذکر ہے جس پر

اہل فرانس کو بجا طور پر ناز ہے اور جس میں علاوہ دیگر علمی ذخیروں کے مشرقی زبانوں کی لاکھوں مطبوعہ کتابیں اور ہزاروں نادر قلمی نسخے محفوظ ہیں۔ وہاں سوربون (Sorbonne) کی یونیورسٹی ہے جہاں ہر علم وفن کے مستند اور قابل ترین اساتذہ سینکڑوں کی تعداد میں لیکچر دیتے ہیں اور علم کے دریا بہاتے ہیں۔ پھر اسی یونیورسٹی کا ایک مخصوص معہد یا ادارہ ہے جسے Institue desetudes Islamiques کہتے ہیں اور جہاں خاص اسلامیات یعنی اسلامی علوم کے متعلق تحقیقی کام ہوتا ہے، پروفیسر بلاشیر آج کل اس کے مدیر اعلیٰ ہیں اس کے علاوہ وہاں مشرقی زبانوں کا ایک علیحدہ مستقل مدرسہ ہے۔ جو (Ecoledes Langues Orientales venantes) کے نام سے ۱۷۹۵ء سے قائم ہے اور درس وتدریس کے علاوہ مشرقی زبانوں اور ادبیات کے متعلق اعلیٰ پایہ کی سینکڑوں کتابیں شائع کر چکا ہے، ان اداروں کے علاوہ کئی ایسی سوسائٹیاں ہیں جہاں مستشرقین جمع ہو کر تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور باہمی تعاون سے علم کی حدود کو آئے دن وسیع کرتے رہتے ہیں، مثلاً فرانس کی (Societe Asiatique) ۱۸۲۲ء سے مصروف عمل ہے جس کا مشہور مجلّہ (Journal Asiatique) تقریباً ۱۴۰ سال سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور بیش بہاء معلومات کا خزینہ ہے۔ ایک خاص رسالہ اسلامی مسائل اور مباحث کے متعلق ہے۔ جو ۱۹۲۷ء سے پروفیسر ماسینیون (Massignon) کی ادارت میں (Rewe desetudes Islamiques) کے نام سے شائع ہو رہا ہے اور اس سے پہلے (Revue du monde Musliman) کے نام سے معروف تھا، ایک رسالہ (Arabic) کے نام سے علوم عربیہ کے ساتھ مخصوص ہے جسے پروفیسر لوی پرووانسال (Levi-OProvencal) نے ۱۹۵۴ء میں جاری کیا اور جس میں عربی زبان کے اساتذہ اور محققین اپنے مقالات شائع کرتے رہتے ہیں، ان کے علاوہ پیرس میں کئی عجائب خانے ہیں جن میں مشرقی صنعت وحرفت اور فنون لطیفہ کے اعلیٰ اور نادر نمونے موجود ہیں جن سے ان علوم کی تحقیق سے کام لیا جاتا ہے، غرض پیرس نہ صرف اپنے ظاہری جمال کے لحاظ سے عروس البلاد ہے بلکہ علمی کمال کے اعتبار سے بھی قبۃ العالم کہلانے کا مستحق ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ کے احوال وآثار کے سلسلے میں پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں:

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ۹/ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو امرتسر (انڈیا) پیدا ہوئے، انہوں نے ۱۹۲۳ء میں ایم۔اے کیا اور ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ کالج جھنگ سے تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۹ء میں موصوف حکومت کے وظیفے پر انگلستان چلے گئے، جہاں انہوں نے لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۱ء میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ عربی اور اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے، ۱۹۵۴ء میں انہوں نے اورینٹل کالج میں اعزازی طور پر پڑھنا شروع کیا، ۱۹۵۶ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ریٹائرمنٹ کے بعد موصوف اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور کالج میں شعبہ عربی کے سربراہ مقرر ہوئے، جہاں سے وہ ۱۹۵۹ء میں ریٹائر ہوئے۔ ڈاکٹر عنایت اللہ شیخ انگریزی کے علاوہ فرنچ، جرمن اور اطالوی زبانوں سے بھی کما حقہ واقف تھے۔ لائڈن یونیورسٹی نے، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی مشاورتی کونسل کا رکن منتخب کر کے ان کی علمیت کا اعتراف کیا، ان کی تصانیف میں سے دعوتِ اسلام (آرنلڈ) ترجمہ، تاریخ ابن خلدون (ترجمہ) مسلمانوں کے فنون ترجمہ، تاریخ اسلام (نصابی کتاب) اور تحقیق اللغات کے علاوہ

- Goegraphical Factors in Arabian: Life and History.
- Why we learn the Arabic Language.
- Social and Political Organization of the Arabs in Relation to the Physical Condition of their land.

خاص طور پر قابل ذکر ہیں: ڈاکٹر شیخ عنایت کا کا انتقال ۴/ نومبر ۱۹۷۷ء کو لاہور میں ہوا (خفتگان خاک لاہور تحقیقات پاکستان، دانش گاہ، پنجاب، بار اول ۱۹۹۳ء، ص ۱۸۳۔۱۸۴)

2- Muhammad Hamudullah.Dr. Le Prophite del Islam :Sa vieet Son Oeuvre, Labrairie Philosophique J.Virn, 6, Placede la Sorborne, Paris V ۱۳۷۸. A.H= 1959 A.V.

ڈاکٹر صاحب کی اس فرانسیسی کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور ہر بار آپ نے اس میں ترمیم واضافہ کیا ہے اس کا ترکی اور انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے۔ انگریزی ترجمہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے کیا ہے۔ جس کی پہلی جلد ڈاکٹر مصلح الدین ٹرسٹ، اسلام آباد نے شائع کی ہے۔

3- Al-Baladhuri, Ahmaed b. Yahya b Jabir, Ansab al-Ashraf, 11th Volume e. Ed, ahlwardt, Greifswald. 1883.

4- Ansab al-Ashraf, 5th Volume, Ed, Dr. S.D.F. Goitein, Jerusalem, 1936.

Ansab al-Ashraf 4th B. Volume, Ed. Max Scholessinger, Jorusalem, 1938.

5- Ansab al-Ashraf, 1st Volume, Ed.Dr. Muhammad Hamidullah, Egypt 1959.

بشکریہ ماہنامہ ''معارف اعظم گڑھ'' ج ۸۸، عدد ۱، جولائی ۱۹۶۱ء، ص ۲۲ تا ۳۱ میں شائع ہوا۔